ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

طیبہ تحسین
پی ایچ۔ڈی اسکالر اُردو
لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

خواجہ دِل محمدؔ کی قومی وملّی شاعری

Teyyeba Tehseen
PhD Urdu Scholar
Lahore College for Women University,Lahore

National poetry of Khawaja Dil Muhammad

Urdu poetry has almost a century long tradition of those poems that bear the themes of patriotism and nationalism. These poems are replete with the themes of one's love for one's land, the desire for freedom, the praise for the beauty of one's land and one's love and admiration for one’s compatriots. The beginning of the twentieth century brought forth this kind of poetry in its wake. Urdu poetry of the twentieth century has such great names at its credit; for example: Altaf Hussain Hali, Akbar Ilah Abadi, Dr. Sir Muhammad Iqbal, Hasrat Mohani, Chakbast, Akhtar Sherani, Asrarul-Haq Majaz, Faiz Ahmed Faiz and Hafeez Jallundhari are few such poets to mention. Another name from this vast panorama is that of Khawaja Dill Muhammad's who penned down beautiful national and patriotic poems. There is no doubt about the fact that these poems also paved way for the independence of the Indo-Pak subcontinent from the British Colonialism. Even after the independence of Country (1947), Khawaja Dill Muhammad's Poems kept emerging as the unabashed paean of praise for his motherland. This research paper aims at focusing highlighting the salient features of Khawaja Dill Muhammad's national and Patriotic poetry.

Key Words: Khawaja Dill Muhammad, patriotic, independence, compatriots, influence, Anjuman-e- Himayat-e-Islam, Dard-e-Dill, Hayat-e-Nau

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

خواجہ دِل محمدؔ (۱۸۸۴ء ۔ ۱۹۲۱ء)ریاضی دان اور شاعر–دونوں ہی حوالوں سے اردو شاعری بالخصوص دوہا نگاری کا ایک معتبر نام ہیں۔ایک حساس شاعر ہونے کے ناطے ان کی رباعیات، نظمیں، مثنویاں اور دوہے، سبھی اُن کی فطرت سے محبت کے غماز ہیں۔وہ روایت سے جُڑے ہونے کے ساتھ ساتھ سے عصری مشعور سے بھی بے بہرہ نظر نہیں آتے۔اُن کے ہاں سیاسی و سماجی مسائل سے گہری واقفیت اور ان مسائل کے حل کی جانب پیش رفت بھی بہر طور موجود ہے۔

عصری و قومی مسائل پر خواجہ دِل محمدؔ کا قلم برّاقی وجولانی کی مثال پیش کرتا ہے۔امّتِ مُسلمہ کے لیے اُن کا دَرد اور اس درد کا درماں ان کی نظموں میں جابجا نظر آتا ہے۔تاریخ اسلام کے حوالوں سے ان کی شاعری مُستیز ہے اور اپنے پیش رو اکابر شعراء ہی کی مانند وہ تاریخ اسلام کے عہدِ زرّیں سے مثالیں پیش کرتے اور اپنے ہم وطنوں کو یادِ ماضی سے آشنا کرتے ہیں۔صرف یہی نہیں بل کہ مختلف پیرایوں میں اپنی سرزمین سے محبت و اخلاص کا اظہار کرتے بھی نظر آتے ہیں۔اُن کے شعری مُجموعوں میں اہل وطن کے لیے محبّت اور نرمی کے ساتھ ان کے مسائل کی نشان دہی اور مسائل کا حل نظر آتا ہے نیز اپنی مادرِ گیتی کے لیے نا مختتم محبّت کے زمزمے بھی ملتے ہیں۔یہ قومی و ملی نظمیں شاعر کے بے پایاں اخلاص کا منہ بولتا ثُبوت ہیں۔ان قومی اور ملی نظموں کے حوالے سے سابق پرنسپل اسلامیہ کالج، پروفیسر محمد علی جعفری لکھتے ہیں:

> "برّ ِ صغیر پاک وہند کی آزادی کی تحریک اور اس میں اسلامی ملت کے مساعی ہماری تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے۔اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے جہاں ایک طرف مختلف سیاسی زعماء ورؤساء نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے ملت کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا۔وہاں دوسری طرف ایک زمرہ ایسے شعراء کا بھی ہے جن کی مُعجز بیانی نے افرادِ ملت کے مردہ دلوں میں روح پھونکی۔احساسِ زیاں پیدا کیا۔پست جذبات بلند کیے۔اضمحلال کو قوّت میں بدل دیا۔ملت کو منزل کی نشاندہی کی۔اور ترقی کی راہ پر گامزن ہونے کے لیے آمادہ کر دیا۔ملک میں ان شعراء کو قومی شعراء کہتے ہیں۔ان شعراء کے سرخیل مولانا حالیؔ ہیں اور ان کے بعد ڈاکٹر سر شیخ محمدؔ اقبال اور ان کے رفقاء کار کا نام آتا ہے۔انہی قومی شعراء میں ایک نمایاں اور قابل قدر شخصیّت کے مالک ہمارے خواجہ دِل محمدؔ ہیں۔جنھوں نے سب سے اول ۱۹۰۶ء میں میرے روبرو انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں اپنی قومی نظم پڑھی"۔[۱]

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

مندرجہ بالا اقتباس سے علاوہ اور باتوں کے، دو اہم باتیں یہ معلوم ہوتی ہیں کہ خواجہ دِل محمدؒ نے اپنی پہلی قومی نظم ۱۹۰۶ء میں پیش کی اور دوسرے یہ کہ یہ نظم انجمن حمایت اسلام کے جلسے میں پڑھی گئی تھی۔ انجمنِ حمایتِ اسلام کے جلسے ایک نوع کے قومی میلے تھے جہاں ہزارہا مسلمان برِّعظیم پاک و ہند کے اطراف سے آیا کرتے اور مختلف شعراء کو سُنا کرتے تھے۔ یہ قومی نظمیں اُن کے اندر ملی جذبات کی آبیاری کرتی تھیں اور ایک جداگانہ ریاست کی خواہش کو مہمیز کیا کرتی تھیں، نہ صرف یہ بل کہ ترقی اور فلاح و بہبود کے عزائم کو بھی انگیخت کرتی تھیں۔ خواجہ دِل محمدؒ کا شعر کہنے کے ساتھ ساتھ پڑھنے کا انداز بھی جداگانہ تھا۔ وہ بہت ترنّم سے نظمیں پڑھتے اور یہ نظمیں از دِل خیزد، بر دِل ریزد کی مثال ہوا کرتی تھیں۔ ان نظموں میں مسلمانانِ برعظیم کو اُن کی غلامی و پستی، نکبت و اَدبار کے قصے سنا کر اُن کی پسماندگی کا احساس ان کے دلوں میں جاگزیں کیا جاتا تھا اور انھیں اُولو العزمی اور خُودداری کے درس دیے جاتے تھے۔ اس ضمن میں محمد علی جعفری مزید لکھتے ہیں:

"۔۔۔ ان نظموں کو خُطبات منظوم کہنا زیادہ موزوں ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۹ء کو پاکستان کے وجود میں آنے سے تقریباً نو سال پیشتر انجمنِ حمایتِ اسلام کی پنجاہ سالہ گولڈن جوبلی نہایت تزک احتشام سے منعقد ہوئی۔ اس میں خواجہ صاحب نے اپنی ایک نظم پڑھی جس میں اُنھوں نے قیامِ پاکستان کی تجویز پیش کی اور غالباً یہ پہلی نظم تھی جس میں کسی شاعر نے ملت کو تعمیرِ پاکستان کی طرف متوجہ کیا۔ اُس کا ایک بند یہ ہے کہ

تُو کر مرکوز اپنی ہمّت و تدبیر کو یک جا
خلوُص و عزم و جُہد و قوّتِ تسخیر کو یک جا
دِکھا شان و شکوہ و عظمت و توقیر کو یک جا
ملا پنجاب و سندھ وسرحد و کشمیر کو یک جا
خدا کے پاک بندے اپنا پاکستان پیدا کر!" ۲

مندرجہ بالا اقتباس میں جس نظم (مُخمس) کا تذکرہ کیا گیا ہے اُس کا عنوان ہے "محمد بن قاسم فاتحِ پاکستان"۔ اور یہ مُخمس اُن کی قومی و ملی نظموں کے مجموعے "حیاتِ نو" میں شامل ہے۔ "حیاتِ نو" میں شامل نظمیں مختلف شعری پیرایوں میں ہیں، یہ نظمیں مُخمس، مُسدّس، ترجیع بند اور طویل نظم کی شکل میں ہیں۔ ان کے موضوعات کو دیکھیے تو اندازہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہو جاتا ہے کہ اس مجموعے میں کس نوعیت کی شاعری ہے۔مثال کے طور پر شمعِ حرم، بلالؓ، محمد بن قاسم فاتحِ پاکستان، بادہ ٔحجاز، اخوّت، ترانہ ، نعرۂ توحید، یہ چند نام ظاہر کرتے ہیں کہ یہ شاعری مذہبی و قومی موضوعات سے مملوُہے۔" حیات نو"کی پہلی نظم "پیکرِنور"ہے۔یہ مُسدّس کی مشکل میں ہے اور یہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے تیسویں سالانہ جلسے میں پڑھی گئی تھی۔یہ مُسدّس خاتم الانبیا حضرت محمّد مُصطفیٰ صَلَّی اللہ علیہ وسلم کی بار گاہ میں شاعر کا نذرانہ محبت وعقیدت ہے لیکن اس میں بھی شاعر نے اپنی قوم کا ذِکر کیا ہے اور امّتِ مسلمہ سے خاتم اُلنبییّن ﷺ کی محبّت کو اُجاگر کیا ہے۔ مثال کے طور پر مُسدّس کا یہ بند مُلاحظہ ہو:

"کیا کیا اَلم اُٹھاتے وُہؐ امّت کے واسطے غم صُبح و شام کھاتے وُہ اُمّت کے واسطے
اَشکوں کے دُر بہاتے وُہؐ اُمت کے واسطے دَستِ دُعا اُٹھاتے وہ امّت کے واسطے
معراج کو گئے تو کہا رَبِّ اُمَّتیِ
رِحلت کے وقت بولے کہ یاربِّ اُمَّتیِ" ۳

خواجہ دِل محمّد کی اس ملی شاعری میں جابجاخواجہ الطاف حسین حالیؔ"مُسدّس مدّ وجزرِ اسلام "اور علامہ اقبال کی قومی و ملی شاعری کے اثرات واضح نظر آتے ہیں بالخُصوص بانگِ درا کی نظموں کا اثر غالب دِکھائی دیتا ہے۔ مثال کے طور پر نظم "بادۂ حجاز " ہمیں اقبالؔ کی نظم خطاب بہ جوانانِ اسلام کی یاد دِلاتی ہے۔ مذ کُورہ نظم بانگِ درا کے تیسرے حِصّے میں شامل ہے۔اس نظم میں علامہ محمد اقبال نے مسلمانوں کو اُن کا شان دار ماضی یاد دِلا کر عمل کی طرف مائل کرنے کی سعی کی ہے۔"بادۂ حجاز "کے یہ اشعار بھی ایسا ہی پیغام لیے ہوئے ہیں:

"سُرخیِ بابِ ترقی تھا ترا نام کبھی—
کیوں اب افسانۂ عبرت کا ہے عُنواں مسلم

بحرِ ظُلمت میں تِری ذات تھی روشن مینار
ناخدا تھا تُو سرِ قُلزمِ طوُفاں مسلم

اور آگے چل کر شاعر نے مسلمان سے یوں خطاب کیا ہے جو اقبالؔ کے ہاں مستعمل تراکیب ہی کا اعادہ نظر آتا ہے.مثال کے طور پر یہ چند اشعار:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

ماخذ تحقیقی مجلہ

"سیکھ کچھ کشمکشِ عصرِ رَواں سے تو سبق
مرحلے اب ہیں نئے ، ڈھونڈ وسائل بھی نئے

سارباں! اب تو ہے کچھ اور ہی سودا سر میں
قیس آئے ہیں نئے ، باندھ لے محمل بھی ہے

ساقی ہے تِری بندہ نوازی اس میں
جام ہندی ہے ، پلا بادہ حجازی اس میں"۵

خواجہ دِل محمّد نے روایت سے اثر پذیری کا اظہار کرتے ہوئے عربی اور فارسی کا بہ کثرت استعمال کیا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ اپنی مسلم روایت سے ہٹ کر ثقافتی اثرات کو بروئے کار لاتے ہوئے ہندی الفاظ و علائم کا بھرپور استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر منڈل، آکاس، ساگر، شدھی، رام نام جپنا، اونکار، روپ انُوپ، آشرم، چِتا، جوت، رُوپ جھمک، پریم، دیوالی، گنگ و جمن، مور مکٹ، چندرما، بدھوان، بَرہسپت، سادھو، سنسار، بے انت، گیانی دھیانی، برھا گن بھڑکا، مندِروا، سیوا، یوگ کرم سنیاسی۔ یہ اور ایسے کئی الفاظ شاعر کے قادر الکلام ہونے کا مظہر تو ہیں ہی مگر یہ اس امر کی بھی دلیل ہیں کہ یہ الفاظ جن نظموں میں استعمال ہُوئے ہیں وہ اصنام پرستی کے مُقابل توحید کی تعلیم، محمّد بن قاسم کی آمد اور نتیجتاً توحید کی تبلیغ، فتنۂ اِرتداد اور سلکانہ راجپُوتوں میں تحریک شدّھی کی ترویج سے متاثر ہو کر تبلیغِ اسلام کو از سرِ نو اُمّتِ مُسلمہ میں راسخ کرنے کے لیے کہی گئیں اور انجمنِ حمایتِ اسلام، لاہور کے جلسوں میں پڑھی گئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ خواجہ دِل محمّد نے بامقصد شاعری کا حق ادا کر دیا۔ فنِ شاعری، علاقہ اور فنون کے خلا میں تخلیق نہیں ہوتا۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک فن کار یا شاعر اپنے گردوپیش سے لاتعلق رہ کر محض شاعری کی غرض سے اشعار تخلیق کرے۔ اگر ہم قرونِ وسطیٰ کی مذہبی تحریکوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ ان تمام تحریکوں نے عام انسانوں کے ساتھ ساتھ فن کار طبقے کو بھی متاثر کیا۔ ان تحریکوں نے فلسفہ و ادب پر گہرے نقوش مرتسم کیے۔ مسلم تاریخ کے عہدِ زریں بھی اس سے گزرے۔ بنو عباس کے دور میں معتزلہ اور اشاعرہ کا عُروج بھی اسی سلسلے کی کڑیاں تھیں، تصّوف کی تحریک بھی برِّعظیم کے لیے ایک اہم سنگِ میل کی حیثیت رکھتی تھی، اسی طرح نظریہ سماج تحریک اور علی گڑھ تحریک اپنی اپنی جگہ نہایت اہم تحریکیں تھیں۔ چناں چہ، بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک حساس اور سریعُ المشاہدہ، بین اور زیرک شاعر اپنے گردوپیش کی سیاسی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

و سماجی صورت حال سے قطعی لا تعلق نہیں رہ سکتا۔ شدھی اور سنگھٹن تحریکیں، تحریک خلافت، ہندو مسلم جُدا گانہ تشخص ـــــ یہ سبھی وہ عوامل ہیں جو خواجہ دِل محمّد کی ملی شاعری میں کہیں نہ کہیں کار فرما نظر آتے ہیں۔ اُن کی قومی و ملی نظمیں اُن کے ایک اور شعری مجموعے "دردل" میں بھی اسی آب و تاب سے نظر آتی ہیں۔ پہلی نظم کا عنوان ہی بہت معنی خیز اور اقبال سے اثر پذیری کا واضح ثبوت ہے. "طلوع اسلام" کے عنوان سے یہ نظم ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پچاس سالہ جشن جُوبلی (Golden Jubilee) کے موقع پر پڑھی گئی تھی۔ یہ اقبال کی طویل نظم "طلوعِ اسلام" کی یاد دلاتی ہے اور جابجا مذہبی عقائد سے مملوُ ہے۔ قرآنی آیات کے حوالے اس نظم میں بار بار ملتے ہیں اور مسلمانوں کو اُن کا شان دار ماضی یاد دلا کر انھیں زمانہ حال کے لیے مائل بہ عمل کیا جارہا ہے۔ لَا تَقْنَطُوا (مایوس نہ ہو) کا سبق اس نظم میں غالب نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

"اُٹھ جاگ بھی سوتا ہے کیوں　　　عمرِ گراں کھوتا ہے کیوں
اشکوں سے مُنہ دھوتا ہے کیوں　　　جب لُٹ گیا روتا ہے کیوں

وہ رات کالی ہو چکی
بزمِ خیالی ہوچکی

اُٹھ کر خُدا کا نام لے　　　ہمّت سے آخر کام لے
گرتے ہوؤں کو تھام لے　　　فطرت ہے تیری آتشیں

ہو جا دُردِ تہ نشیں! ؂۲

یہ محض اتّفاق نہیں کہ خواجہ دِل محمّد کے شعری مجموعے "دَردِ دِل کی بیشتر نظمیں بالعموم اور ابتدائی پانچ نظمیں بالخصوص علامہ محمد اقبال سے تاثر پذیری کا منہ بولتا ثُبوت ہیں حتیٰ کہ اُن کے عنوانات بھی: "طلوعِ اسلام"، "ترانۂ مسلم"، "خطاب بہ مسلم"، "زندگی"، "آاے ہلالِ عید آ"، حیرت انگیز طور پر ہمیں کلامِ اقبال کی یاد دلاتے ہیں۔ یہ نظمیں بھی انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں وقتاً فوقتاً پڑھی گئیں اور یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ انجمنِ حمایتِ اسلام کے جلسوں نے مسلمانوں میں مذہبی ذوق و شوق کی آبیاری، اصلاحِ ذات کے جذبے اور بالآخر ایک جداگانہ نظریاتی ریاست کی تشکیل میں سنگِ میل کا کردار ادا کیا۔ "زندگی" کے عنوان سے خواجہ دِل محمّد کی نظم بھی ایک ایسی ہی نظم ہے جو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

انجمنِ حمایتِ اسلام لاہور کے انتالیسویں سالانہ جلسے میں پڑھی گئی اور اس میں زندگی کے فلسفے کے ساتھ ساتھ آزادی اور غلامی کے موضوع پر بھی جامع اظہار خیال ہے. مثال کے طور پر یہ چند اشعار مرقوم الذّیل ہیں:

جذبۂ بے اختیار خُود کشی ہے سر بسر
ہائے اس ہندوستان کی چیستانی زندگی

دیو استبداد نے سب کو کیا ہے زرد رُو
خطۂ کشمیر کی ہے زعفرانی زندگی

زندگی کے واسطے ہے خامُشی پیغامِ مرگ
لے گئی شمعِ حرم سے بے زبانی زندگی" ۷

یہ طویل نظم ماضی کی شوکتِ رفتہ کی یاد آفرینی کے ساتھ ساتھ حال کی عبرت انگیز اور دِگر گوں صُورتِ حال پر گریہ و زاری کرتے ہوئے مستقبل کے روشن امکانات کی جانب اشارہ کرتی اور قاری کے دِل میں امید کی تخم ریزی کرتی دکھائی دیتی ہے۔ خواجہ دِل محمّد کے ان اشعار میں رجائیت کا درس ملتا ہے اور اقبال کے اس شعر کی پیروی بھی:

"نکل کے صحرا سے جس نے رُوما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا
سُنا ہے یہ قُدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا"۸

بانگِ درا کے مندرجہ بالا شعر کا سا انداز ہمیں خواجہ دِل محمّد کے ذیل کے اشعار میں نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

"ہونے والے ہیں بہت پیدا ابھی اِسلام میں
رومیؒ و ہجویریؒ و شبلیؒ غزالیؒ دیکھیے
تاریک کا خاتمہ ہونے کو ہے آخرِ شبِ
کان میں آنے کو ہے صَوتِ بلالی دیکھیے
پھر حجازی خُون میں جوشِ حمیّت آگیا
ہاشمی غدّار کی برگشتہ حالی دیکھیے
کر رہے ہیں فکرِ تنظیم قوائے مملکت
ہوش وَر عثُمانیوں کی باکمالی دیکھیے"[9]

خواجہ دِل محمّد، ایک اور نظم بہ عُنوان "معرکہ ٔ یرموک" میں مذہبی و ...... جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔(یہاں ہمیں اقبال کی بانگِ درا کی ایک اور نظم "جنگ یزید") کا ایک واقعہ کی یاد آتی ہے۔ دونوں نظموں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اقبال کی نظم دس اشعار پر مشتمل ہے جب کہ خواجہ دِل محمّد کی نظم "معرکہ ٔیرموک" خاصی طویل ہے۔ یہ ۱۴۴ اشعار پر مشتمل ہے۔اقبالؒ کی نظم ہی کی مانند اس میں مسلمان جانبازوں کے جوش وخروش کا بیان ہے۔ تاریخِ اسلام میں جنگِ یرموک اس حوالے سے خاص اہمیّت کی حامل ہے کہ یہ ۱۵ھ میں، آنحضرتؐ کے وصال کے ۴ برس بعد لڑی گئی۔ اس جنگ میں مجاہدین کی کل تعداد بیس ہزار تھی جب کہ رُومی لشکر دو لاکھ نفوس پر مشتمل تھا۔ عددی اعتبار سے رُومی غالب تھے لیکن جذبہ شہادت سے سرشار بیس ہزار مسلمان بالآخران پر غالب آگئے۔ یہ جنگ شام کی سرزمین پر لڑی گئی اور مسلمانوں کے لشکر کی قیادت امینُ الاُمّت، حضرت ابوُعبیدہؓ بن الجراح کر رہے تھے۔ یہ نظم فکری وفنی، ہر دو اعتبار سے دل محمد کی ملی شاعری کی معراج کہی اور سمجھی جاسکتی ہے:

تاریخ کھول دیکھ ذرا اس مقام کو
یثرب کا قافلہ جو چلا فتح شام کو
دینے چلے پیامِ نبیؐ خاص و عام کو
راضی کیا خُدا اور رسُولِ انام کو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہرقل نے فوج بھیجی مقابل میں روم سے
"یرموک" پر لڑائی ہوئی آ کے دھوم سے

اسلام کے مٹانے کو یُوں دَل کے دَل چلے
طُوفان جیسے جانبِ دشت و جَبل چلے
سیلاب جیسے توڑ کے ساحِل نکل چلے
یا آتشین پہاڑ سے گندھک پگھل چلے

یکجا ہوئے تمام شقی دُور دُور کے
ظلمت کی فوج آئی مقابل میں نور کے"۱۰

یہ رزمیہ نظم ہمیں ابو الاثر حفیظ جالندھری کی مشہور شعری تخلیق شاہنامۂ اسلام" کے اُس حصّے کی یاد دِلاتی ہے جہاں ظُہورِ اسلام کے غزوات کا دَور آتا ہے اور بیشتر صورتوں میں اسلامی لشکر سامانِ حَرب اور عددی اعتبار سے کُفّار کے لشکروں کے پاسنگ بھی نہ ہوتے مگر قوتِ ایمانی کے بل بوتے ہر کامیابی عساکرِ اسلام کے قدم چومتی ہے۔ جنگِ یرموک کا فیصلہ بالآخر مسلمانوں ہی کے حق میں ہوا۔ اس جنگ میں حسبِ روایت مسلمان خواتین بھی شامل تھیں نظم کا اختتامی حصہ ملاحظہ کیجیے:

جب مرد ایسا فرد ہو، زَن ایسی تیغزن
ضیغم بھی اُن کے سامنے آئے تو ہو ہِرن
راہِ خُدا میں جن کے ہوں قُربان جان و تَن
کیونکر نہ غلبہ پائیں وہ افواجِ ذُوالمِنَن

سونپی صلیب تیغ ہلالی نے راکھ کو
مقتُول یا اسیر کیا، ڈیڑھ لاکھ کو"۱۱

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

ماخذ تحقیقی مجلہ

خواجہ دِل محمؔد وقت کی آواز کو سُنتے اور وقت کے تقاضوں کو خوب پہچانتے تھے۔ وہ اس بات سے بھی بہ خوبی واقف تھے کہ غلامی کے طویل دور نے مسلمانوں کی ہمتوں کو پست کر دیا ہے اور وہ ناکامی کے ساتھ ساتھ ناامیدی کا بھی شکار ہو چلے ہیں۔ چُناں چہ اپنی قوم کے لیے وہ رجائیت پر مبنی ایک طویل نظم "اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے" تحریر کرتے ہیں اور یہ نظم انھوں نے پنجاب مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے جلسہ منعقدہ ۱۹۲۸ء میں پڑھی تھی۔ یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب خلافت کا خاتمہ (۱۹۲۴ء) ہو چکا تھا، پہلی عالمی جنگ (جس میں ہندستانی باشندوں بالخصوص پنجابی مسلمانوں کی کثیر تعداد کام آئی تھی) کا اختتام ہو چکا تھا مگر دس برس گزر جانے کے باوجود اس جنگ کی ہلاکت خیزی کے اثرات اب ابھی باقی تھے، عالمی کساد بازاری (World Wide Depression) کا بدترین دور دورہ تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمان قوم ذہناً اور قلباً اپنی پستی کی انتہا پر تھی اور اپنی ذِلّت وخواری کو اپنا مقدر تسلیم کر چکی تھی۔ بڑا شاعر اپنی قوم کو مایوسی کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی کرتا ہے۔ علامہ محمؔد اقبال اپنی نظموں کے ذریعے قوم کو اس پستی سے نکالنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسی ہی کوشش خواجہ دِل محمؔد کے ہاں اس نظم کی مشکل میں ملتی ہے:

جو قوم کا رونا دھونا ہے
آنسو کے ہار پرونا ہے
پانی کی چھاچھ بلونا ہے
یہ رونا آنکھیں کھونا ہے
گر لمبی تانے سونا ہے
یہ سونا پیچھے رونا ہے
یہ سونا مٹی ہونا ہے
کیوں سونے کو جی کرتا ہے
اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے"[۱۲]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس طویل نظم کے سات بند ہیں۔ ہر بند میں ہمّت، حوصلہ، امید اس قوّتِ ایمانی پر بھروسے کے لازوال درس ملتے ہیں۔ شاعر نے اس بات پر زور دیا ہے کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اب خون کے گھونٹ پینے اور ہاتھ ملتے رہنے سے کچھ حاصل نہیں۔ جینے کا طریقہ یہ نہیں کہ مایوسی کی اتھاہ گہرائیوں میں گرتے چلے جاؤ۔ زندگانی کا طریقہ یہ ہے کہ لہو کے گھونٹ پیتے جاؤ اور خُون پسینہ ایک کرتے چلے جاؤ: وہ فرماتے ہیں:

جینے کا اَور قرینہ ہے
یہ گھُونٹ لہو کے پینا ہے
یہ محنت اور پسینا ہے
پلکوں سے کفنی سِینا ہے
یہ تیرا کیسا جینا ہے
جو اَندھے کا آئینا ہے
تو جیتا ہے یا مرتا ہے

اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے"۱۳؎

امید کا درس خواجہ دِل محمدّ کے کلام میں جا بجا ملتا ہے۔ نظم طلوع میں بھی وہ یہی بات ایک مختلف انداز میں کہتے ہیں:

"فطرت کا تو مقصود ہے یہ بے دلی بے سود ہے
تیرا خدا موجود ہے لا تقنطوا پر رکھ لیں

اے وارثِ دنیا و دیں"۱۴؎

اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونے کا درس اقبال کے ہاں ہمیں ان الفاظ میں ملتا ہے بالِ جبریل میں اقبال فرماتے ہیں:

"نہ ہو نومید، نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں"۱۵؎

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19
ماخذ تحقیقی مجلہ

خواجہ دِل محمدؒ نے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مُصلح (Reformer) کا کردار بھی ادا کیا ہے۔ وہ معاشرے کی ترقی کے حوالے سے خواتین کی اہمیت سے بہ خوبی واقف ہیں۔ اس لیے وہ اُن کی قربانی وایثار کی داد دیتے ہیں، اُن کے کردار کو سراہتے ہیں اور انھیں معاشرے میں نمایاں مقام پر فائز کرتے ہیں۔ اُن کی ایک طویل نظم ہے جس کا عنوان ہے "شمعِ حرم"۔ اس نظم کو خواجہ دِل محمدؒ نے جنسِ لطیف کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے لکھا تھا اور بعد ازاں اسے انجمنِ حمایتِ اسلام، لاہور کے جلسہ منعقدہ ۱۹۳۵ء میں پیش بھی کیا تھا۔ اس طویل نظم کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ یہ مختلف حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ ہر طویل بند کا ایک جدا عنوان ہے۔ مثال کے طور پر "پیغامِ بیداری"، "تعلیم نسواں"، "نئی روشنی"، "حیا"، "درس تہذیب" وغیرہ۔ ان مختلف حصّوں میں مسلمان خاتون کو حیاداری، عِصمت وعفّت مآبی اور تعلیم کے حصول کی تگ و دو کا درس دیا گیا ہے نیز دورِ جدید کے مُضمرات سے بچنے کی تلقین بھی کی گئی ہے۔ نئی روشنی کے عنوان کے تحت خواجہ دِل محمدؒ مسلمان عورت سے مخاطب ہیں:

علم کا حاصل نہیں رُسوائی و آوارگی
مُدّعا تعلیم کا ہے چارۂ بیچارگی
علم کب کہتا ہے شانِ جلوہ آرائی دِکھا
کُوچہ و بازار میں آئینہ سیمائی دِکھا
فتنے برپا ہوں تری ٹھوکر سے ایسی چال چل
اِس کی آنکھوں میں اتر جا، اُسکے پہلو سے نِکل"۱۶

مثالی مسلمان عورت ایسی نہیں ہوتی جو اپنی تعلیم سے عشوہ طرازی اور فتنہ سامانی کو فروغ دے بل کہ وہ تو اُسوۂ رسولؐ پر کاربند ہونے کی جُستجو کرتی ہے،، وہ اپنے لیے بہترین نمونہ حضرت خدیجہؓ، حضرتِ عائشہؓ و حضرتِ فاطمہؓ کی حیات ہائے مبارکہ کو تسلیم کرتی ہے۔ خواجہ دِل محمدؒ کے پیش نظر ایسی ہی مثالی مائیں ہیں جو مستقبل کے بہادر مسلمانوں کو پروان چڑھائیں نہ وہ کہ جن کے بارے میں علامہ محمد اقبال نے "اسرارِ خُودی" میں فرمایا:

" کور و یزداں ناشناس اِدراک اُو　　ناکساں زنجیریٔ پیچاکِ او
چشمِ اُو بیباک و ناپروا ستے　　پنجۂ مژگان او گیراستے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

ماخذ تحقیقی مجلہ

صیدِ اُو آزاد خواند خویش را کُشتۂ او زندہ داند خویش را "۱۷

ترجمہ: (وہ ایسی عورت ہے جو) بے بصیرت اور خدا تعالیٰ کی معرفت سے دُور ہے۔ اپنے عُشوہ و انداز و ادا کے شکنجے میں لوگوں کو جکڑ لیتی ہے۔ اُس کی نگاہ فتنہ برپا کر دیتی ہے اور اُس کی تیکھی بھنوؤں کے خم و پیچ میں لوگ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اُس کا شکار اپنی دانِست میں خُود کو آزاد سمجھتا ہے اور اُس کے ہاتھوں مارا گیا شخص اپنے آپ کو زندہ سمجھتا ہے"۔

خواجہ دِل محمدؔ نے اپنی ایسی ہی دیگر نظموں میں اپنے ہم وطنوں کو استقلال، تسخیرِ نفس، شجاعت، تواضع، ہمدردی، دوستی، محبّت، وفا، تدبرِ سیاست، رازہائے فِطرت، اصلاح، رسوم، رواداری کے درس دیے ہیں۔ یہ نظمیں کیا ہیں، صحیح معنوں میں گہر پارے ہیں، حِکمت و دانائی کے جواہر ہیں۔ انسان دوستی کے لازوال سبق ہیں جو ان مختصر اور طویل نظموں میں پوشیدہ ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-19

حوالہ جات:

۱۔ محمد علی جعفری، "تعارف" مشمولہ حیاتِ نو (خواجہ دِل محمدؒ)، لاہور: خواجہ بکڈپو اردو بازار، س ن، ص ج

۲۔ محمد علی جعفری، "تعارف" مشمولہ حیاتِ نو (خواجہ دِل محمدؒ)، ص د

۳۔ خواجہ دِل محمدؒ، "پیکرِ نور" مشمولہ حیاتِ نو، لاہور: خواجہ بکڈپو اردو بازار، اس کے، س ن، ص ۷

۴۔ خواجہ دِل محمدؒ، "بادۂ حجاز" مشمولہ "حیاتِ نو"، لاہور: خواجہ بکڈپو اردو بازار، س ن، ص ۲۹

۵۔ خواجہ دِل محمدؒ، "بادۂ حجاز" مشمولہ "حیاتِ نو"، ص ۳۴

۶۔ خواجہ دِل محمدؒ، "زندگی" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۱۰

۷۔ خواجہ دِل محمدؒ، "زندگی" مشمولہ "دردِ دل"، ص ۲۸

۸۔ محمدؒ اقبال، بانگِ درا، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۱۶۶

۹۔ خواجہ دِل محمدؒ، "زندگی" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۴۰

۱۰۔ خواجہ دِل محمدؒ، "معرکۂ یرموک" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۱۵۸

۱۱۔ خواجہ دِل محمدؒ، "معرکۂ یرموک" مشمولہ "دردِ دل"، ص ۱۷۹

۱۲۔ خواجہ دِل محمدؒ، "اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۲۱۹

۱۳۔ خواجہ دِل محمدؒ، "اُٹھ باندھ کمر کیوں ڈرتا ہے" مشمولہ "دردِ دل"، ص ۲۲۰

۱۴۔ خواجہ دِل محمدؒ، "طلوعِ اسلام" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۱

۱۵۔ محمدؒ اقبال، "ایک نوجوان کے نام" مشمولہ بالِ جبریل، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص ۴۴۷

۱۶۔ خواجہ دِل محمدؒ، "شمعِ حرم" مشمولہ "دردِ دل"، لاہور: انجمن حمایتِ اسلام پریس، س ن، ص ۲۴۱

۱۷۔ محمدؒ اقبال، "خطاب بہ مخدراتِ اسلام" مشمولہ اسرارِ خودی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۹ء، ص ۱۷۹-۱۸۰